یہ کتاب پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نورالہدیٰ نیلور و رکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

آلٓمّٓ oذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ۔(سورۃ البقرہ۔آیت:۱۔۲)۔

آلٓمّٓ وہ کتاب (قران مجید) اس میں کوئی شک نہیں ہے، یہ کتاب پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔

یہ کتاب پرہیزگاروں کے لئے سرتاپا ہدایت ہے، متقی پرہیزگار اس شخص کو کہتے ہیں، جو اپنی تیئں ایسی چیز سے محفوظ رکھے جو اسے آخرت میں ضرررساں اور تکلیف دہ ثابت ہو پھر اگر وہ (مضرت وہ چیز) شرک ہے اور اس سے آدمی بچتا ہے تو یہ تقویٰ کا ادنی مرتبہ ہے گناہ اور معصیت سے بچنا تقویٰ کا وسطی مرتبہ ہے مگر اعلیٰ درجہ کا متقی وہ ہے جو لایعنی چیزوں سے منہ موڑ کر ذکر الٰہی میں مستغرق ہو اسی تقویٰ کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۔حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں اصل تقویٰ اس کا نام ہے کہ تو اپنے نفس کو کسی سے بہتر و برتر نہ دیکھے شہر بن حوشب کہتے ہیں، متقی وہ ہے جو حرام اور ناجائز باتوں میں پڑ جانے کے خوف سے ان چیزوں کو ترک کر بیٹھے جن میں کوئی شرعی خطرہ نہ ہو، صحیحین میں بروایت ابن عدی بحوالہ حضرت نعمان بن بشیرؓ آیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان میں بہت سے مشتبہ امور ہیں، جنہیں اکثر لوگ نہیں جان سکتے تو جو شخص مشتبہ امور سے بچ گیا اس نے اپنی آبرو اور دین کو بے لوث اور پاک کرلیا اور جو مشتبہ امور میں بڑ گیا وہ حرام میں جا پڑا مثلاً اگر کوئی چرواہا کسی محفوظ ممنوع چراگاہ کے اردگرد جانور چرا رہا ہو تو قریب ہے کہ وہ چراگاہ میں جا پڑے سنو! اور غور سے سنو! کہ ہر بادشاہ کا ایک ممنوع باڑہ ہوتا ہے اور زمین پر خدا کا ممنوعہ علاقہ اس کے محارم ہیں، جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست اور اصلاح یافتہ ہوتا ہے تو سارا بدن درست اور صحیح رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، سنو! وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ : یہ متقین کی صفت ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، یہاں مؤمن بمعنی مصدق ہے اور یہ تصدیق دل اور زبان دونوں سے تعلق رکھتی ہے لیکن شرعی ایمان یہ ہے کہ دل اور زبان دونوں سے اس چیز کی تصدیق کی جائے جس کو جناب نبی عربی ﷺ خدا کے ہاں سے لائے اور جس کا علم یقینی ہے، یہی وجہ ہے کہ دلی تصدیق لسانی تصدیق کے بغیر معتبر نہیں، فرعونیوں کے دل موسوی معجزوں کا یقین کر چکے تھے مگر انہوں نے ہیکڑی اور شیخی کے مارے ان کو زبان سے نہ مانا، یہاں دلی تصدیق کے ساتھ زبانی تصدیق نہ تھی اس لئے دلی تصدیق کا اعتبار

نہیں کیا گیا،تو کامل ایمان کے لئے اِقْرَارٌ بِا لْلِسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ ضروری ہے۔

وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ: اور نماز پڑھتے ہیں، یُقِیْمُوْنَ کے معنی یُحَافِظُوْنَ کے ہیں، یعنی متقی وہ لوگ ہیں جو نماز کی کما حقہ نگرانی کرتے ہیں، اس کی حدود سے شرائط بجالاتے ہیں اور ارکان اور صفات ظاہری یعنی سنن وآداب اور صفات باطنہ یعنی خشوع وخضوع اور دلی توجہ سے ادا کرتے اور اوقات کی پوری حفاظت کرتے ہیں، اور نماز پابندی اوقات کے ساتھ ہمیشہ وقت پر ادا کرتے ہیں، نہ کہ نماز کبھی پڑھ لیا اور کبھی چھوڑ دیا تو ایسا شخص نماز کو قائم کرنے والا شمار نہیں ہوتا۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ: اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے کچھ راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں،

(ماخوذ از تفسیر مظہری جلد ۱ صفحہ ۴۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نور الہدیٰ نیلور و رکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ : أَخْبِرْنِيْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! فَقَالَتْ : أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآن؟ قُلْتُ : بَلٰی، فَقَالَتْ : كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ . وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ الْقُرْآنَ جَآءَ بِاَحْسَنِ اَخْلَاقِ النَّاسِ

۔الدلائل النبوہ (ص۔۵۶)۔

حضرت سعد بن ہشامؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے بتائیں کہ حضور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا پڑھتا ہوں، انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے اخلاق قرآن ہے۔

(یعنی آپ کے اخلاق قرآن میں مذکور ہے، یا جو اخلاق قرآن میں بیان کئے گئے ہیں، وہ سب حضور ﷺ میں تھے)۔ اور حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ قرآن لوگوں کے سب سے اچھے اخلاق لے کر آیا ہے۔

بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب (منافقوں کا سردار) عبداللہ بن ابی مرگیا تو اس کے صاحبزادے (حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی، جو سچے مسلمان ہیں) نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے اپنی قمیض دے

دیں، میں اس میں اپنے باپ کو کفناؤں گا اور آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کے لئے استغفار فرمائیں، چنانچہ حضور نے انہیں اپنی قمیص دے دی اور فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے خبر کر دینا میں اس کی نماز جنازہ پڑھوں گا، جب حضور ﷺ نماز جنازہ پڑھنے لگے، تو حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کو پیچھے کھینچ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے (استغفار کرنے اور نہ کرنے) دونوں باتوں کا اختیار دے دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۔ (سورۃ توبہ آیت:۔۸۰)۔ ترجمہ ''خواہ آپ ان (منافقوں) کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں'' چنانچہ حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ۔ (سورۃ توبہ:۔ آیت ۸۴)۔ ترجمہ ''اور ان میں کوئی مرجائے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے'' ایک روایت میں منقول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کی جنازہ کی نماز پڑھانے لگے تو حضرت عمرؓ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کی جنازہ کی نماز پڑھا رہے ہیں؟ جس نے فلاں فلاں دن یہ اور یہ کہا تھا (یعنی آپ ﷺ کو گالی گلوج برا بھلا کہا تھا) اور میں اس کے دن (برائیاں) گنوانے لگا حضور ﷺ مسکراتے رہے، جب میں بہت کچھ کہہ چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! پیچھے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے (منافقوں کے لئے استغفار کرنے اور نہ کرنے کا) اختیار دیا ہے، میں نے (استغفار کرنے کی صورت کو) اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ ان کے لئے ستر (۷۰۔) بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے ان کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ضرور کرتا پھر حضرت نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کے ساتھ قبرستان گئے اور اس کے دفن ہونے تک آپ ﷺ اس کی قبر پر کھڑے رہے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، کہ حضور ﷺ مقابلہ پر جو میں نے جرأت سے کام لیا اس پر مجھے بہت حیرانی تھی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں (کہ اس میں کیا مصلحت تھی) اللہ کی قسم! ابھی اس بات کو تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں، وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ۔ (سورۃ توبہ:۔ آیت ۸۴)۔ ترجمہ ''اور ان میں کوئی مرجائے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے'' اس کے بعد حضور ﷺ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور اس دنیا سے تشریف لے جانے تک آپ ﷺ کا یہی دستور رہا۔ (متفق علیہ)۔

(ماخوذ۔از۔حیاۃ الصحابہ جلد: صفحہ: ۷۰۵)۔

حج مغفرت کا بڑا ذریعہ

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نور الہدیٰ نیلور و رکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

اللہ تعالیٰ نے جن اعمال کو بندوں کی مغفرت کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے ان میں حج کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، چنانچہ احادیث شریفہ میں اس بات کو بخوبی واضح فرمایا گیا ہے، سیدنا حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (بخاری ۲۰۶/۱)۔

جو شخص اس طرح حج کرے کہ اس میں کوئی گناہ کا کام اور بے حیائی کی بات نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو کر واپس ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اس حدیث میں ''رفث'' سے ہر بے حیائی اور لغو بات مراد ہے، جب کہ ''فسوق'' میں ہر طرح کے گناہ شامل ہیں، یہ چیزیں اگر چہ حج کے علاوہ بھی منع ہیں لیکن حج کے ساتھ ان کی ممانعت مزید بڑھ جاتی ہے۔

مشہور صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص ؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈالی تو میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دستِ مبارک بڑھایئے تا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں، چنانچہ آپ نے اپنا دست اقدس بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، اس پر پیغمبر علیہ السلام نے بطور تعجب فرمایا عمرو! تمہیں کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کیا کہ ''میں آپ سے ایک شرط لگانا چاہتا ہوں'' پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا کہ ''کیا شرط''؟ تو میں نے عرض کیا کہ ''شرط یہ ہے کہ میرے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیا جائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرَو اِنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ، وَاِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ۔ (مسلم ۱۲۱)۔

عمرو! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت سابقہ زندگی کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج ماقبل کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔ یہاں ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ علماء کے نزدیک حج جیسی عبادات سے چھوٹے موٹے، حقوق اللہ سے متعلق گناہ بغیر توبہ کے معاف ہو جاتے ہیں، جب کہ بڑے گناہوں کی معافی کے لئے ساتھ میں توبہ شرط ہے، اور حقوق العباد سے متعلق گناہ محض حج سے یا محض توبہ سے معاف نہیں ہوں گے بلکہ صاحب حقوق کو راضی کرنا لازم ہے، لہٰذا کوئی اس خوش گمانی میں نہ رہے کہ لوگوں کے حقوق کو ضائع کر کے محض حج کرنے سے اس کے گناہ معاف ہو جائے گے، بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی بہر حال لازم ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃَ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِیُ الْکِبَرَ خُبُثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃَ وَلَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ ثَوَابَ اِلَّا الْجَنَّۃَ

(رواہ الترمذی وابن خزیمہ وابن حبان ،الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۹)۔

حج عمرہ پے درپے کیا کرو کیونکہ یہ دونوں عبادتیں فقر وفاقہ اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتی ہیں، جیسا کہ بھٹی لوہے اور سونا چاندی کے کھوٹ کو (جلاکر) ختم کردیتی ہے، اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہ العالمین آپ کے جو بندے آپ کے گھر کی زیارت کو حاضر ہوں ان کے لئے کیا تحفہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشافرمایا:۔

اِنّ لِکُلِّ زَائِرٍ حَقٌ عَلٰی الْمَزُوْرِ حَقًّا یَادَاوُدَ اِنّ لَھُمْ عَلٰی اَنْ اَعَافِیْھِمْ فِیْ الدُّنْیَا وَاغْفِرْلَھُمْ اِذَا لَقِیْتُھُمْ

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ۶۰۳۰)۔

ہر مہمان کا میزبان پر حق ہوتا ہے، اے داؤد! ان زائرین کا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں انہیں دنیا میں عافیت سے نوازوں گا اور (آخرت میں) جب میری ان سے ملاقات ہوگی تو ان کو مغفرت عطا کروں گا۔

حاجیوں کے لئے اجر وثواب کی بارش

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا، کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی اور ایک ثقفی صحابی حاضر ہوئے اور سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول! ہم کچھ پوچھنے کی غرض سے آئے ہیں'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان سوالات کی خبر دے دوں جنہیں تم معلوم کرنے آئے ہو؟ اور چاہو تو خاموش رہوں اور تم خود سوال کرو، ان دونوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہی ارشاد فرمائے! چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ باتیں پوچھنے آئے تھے۔

(۱)۔گھر سے چل کر بیت اللہ کی طرف جانے کا ثواب کیا ہے؟

(۲)۔طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اجر کیا ہے؟

(۳)۔صفا و مروہ کی سعی کا بدلہ کیا ہے۔

(۴)۔وقوف عرفہ کی جزاء کیا ہے؟

(۵)۔کنکری مارنے پر کیا اجر ملتا ہے

(۶)۔اور قربانی کرنے سے انسان کس ثواب کا مستحق ہوتا ہے؟

یہ سن کر ان دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ ’’اس ذات کی قسم جس نے آپ نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ہم یہی سوالات کرنے حاضر ہوئے تھے‘‘ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

فانک اذا خرجت من بیتک توم البیت الحرام لا تضع باقتک خفاو لا ترفعه
الا کتب اللّٰه لک به حسنة و محاعنک خطیئة

جب تم اپنے گھر سے مسجد حرام کے قصد سے چلتے ہو تو تمہاری سواری کے قدم قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور تمہاری ایک غلطی معاف کی جاتی ہے۔

واما رکعتان بعد الطواف کعتق رقبة من بنی اسماعیل

اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا اجر بنی اسماعیل کے غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

واما طوافک باالصفا والمروۃ کعتق سبعین رقبۃ

اور صفاء مروہ کی سعی کا ثواب ۷۰؍غلاموں کو آزاد کرنے کے مثل ہے۔

واما وقوفک عشیة عرفة فان اللّٰه یهبط الی سماء الدنیا فیباهی بکم الملائکة یقول عبادی جاؤنی
شعثا من کل فج عمیق یرجون رحمتی فلو کانت ذنوبکم کعدد الرمل
او کقطر المطر او کزبد البحر لغفرتها انبضوا عبادی مغفوراً لکم ولمن شفعتم له

اور تمہارا میدان عرفات میں وقوف کرنا تو اس دن اللہ رب العزت آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، کہ میرے پراگندہ بالوں بالے بندے دنیا کے کونے کونے سے میری جنت کی امید لگا کر میرے پاس آئے ہیں، لہٰذا ان کے گناہ اگر چہ ریت

کے ذرات، بارش کے قطرات اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں پھر بھی میں انہیں بخش دوگا، پس اے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے واپس جاؤ تم بھی بخش دیئے گئے، اور جس کے لئے تم نے بخشش کی سفارش کی ان کی بھی مغفرت کردی گئی ہے۔

واما رميک الجمار فلک بکل حصاة رميتها تکفير کبيرة من الموبقات

اور تمہارا شیطان کو کنکری مارنا تو ہر کنکری کے بدلے میں کسی بڑے ہلاک کردینے والا گناہ معاف ہوجاتا ہے۔

واما نحرک فمذ حور لک عند ربک

اور تمہارا قربانی کرنا تو اس کا ثواب آخرت کے ذخیرہ جمع کیا جاتا ہے۔

اما حلاق راسک ولک بکل شعرة حلقتها حسنة ويمحی عنک بها خطيئة

اور (احرام کھولتے وقت) تمہارا سر منڈانا تو ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔

۔(ماخوذ۔از۔ماہنامہ صدائے حق۔دسمبر۔2015)۔

حج مبرور اور ہماری کوتاہیاں

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نورالہدیٰ نیلور و رکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

حج ایک ایسی عبادت ہے جو تمام عبادتوں کا مجموعہ ہے، مثلاً فریضۂ نماز کے ادا کرنے کے لئے وقت درکار رہتا ہے روزہ کیلئے مومن کی جان لگتی ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مال لگتا ہے اور فریضۂ حج کو ادا کرنے کے لئے جان و مال وقت یہ تینوں درکار ہوتے ہیں اس لئے حج کا سفر وہی خوش نصیب کرتا ہے جس کے دل میں عشق الٰہی کی چنگاری سلگ رہی ہے اور جس کے دل میں عشق نبی (ﷺ) کا لاوہ پک رہا ہو اور آخرت کا استحضار حقیقی معنوں میں دل کی اتاہ گہرائیوں میں پنہا ہو جب حاجی خلوص دل کے ساتھ حج کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ گناہوں کے گندے اثرات سے پاک صاف ہوجاتا ہے اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز کیا جاتا ہے ظاہری نعمت سے مراد فقر وفاقہ، تنگ دستی سے بچا لیا جاتا ہے، اور باطنی نعمت سے مراد خوشحالی اور دلی اطمنان نصیب ہوجاتا ہے مزید برآں حج مبرور کے صلہ میں جنت کا عطا ہونا اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے:۔

وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابَ اِلَّا الْجَنَّة. (متفق عليه).

آپ ﷺ نے فرمایا حجِ مبرور (پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ جنت ہے۔

مال رکھنے کے باوجود حج نہ کرنے پر سخت وعید

جوحضرات مالی استطاعت رکھنے کے باوجود حج کو موخر کرتے ہیں یا حج کا ارادہ ہی نہیں کرتے ایسے حضرات کو احادیثِ مبارکہ میں بڑی سخت ڈانٹ سنائی گئی ہے، جس کو سن کر ہر سنجیدہ طبیعت یقیناً لرز جائے گی:۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من ملک زاداوراحلة تبلغه الی بیت اللّٰہ ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیاً اور نصرانیا وذالک ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ یقول وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً۔(ترمذی)۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو ایسی سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر کچھ فرق نہیں اور یہ (وعید) اس لئے ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''جو لوگ بیت اللہ تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوان پر بیت اللہ کا حج فرض ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں بڑی سخت تنبیہ ہے کہ جو مالی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے ان سے کہا گیا ہے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (معاذ اللہ) کتنی سخت وعید سنائی گئی ہے، آج معاشرہ میں ایک وبا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ جب تک گھر کے کوئی بڑے حج نہیں کرتے اس وقت تک چھوٹے حج نہیں کرتے جب کہ چھوٹوں پر حج فرض ہے، علماء کرام فرماتے ہیں، کہ جس پر حج فرض ہے وہ حج کے ادا کرنے میں جلدی کرے اگر تاخیر کرے گا تو وہ تاخیر کرنے کی وجہ سے گنہگار رہوگا اور اگر اسی حالت میں موت آجائے تو وہ حج نہ کرنے کے گناہ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوگا۔

عام کوتاہیاں

(۱)۔والدین اس وقت تک حج نہیں کرتے جب تک تمام بیٹے اور بیٹیوں کی شادی نہ ہوجائے یہ خیال شرعی لحاظ سے بالکل غلط ہے اس لئے والدین کو چاہئے کہ وہ اولاً حج کو ترجیح دیں، ان شاءاللہ اس کی برکت سے دوسرے مراحل بھی آسان ہوجائیں گے۔

(۲)۔بعض حاجی حضرات سفرِ حج سے پہلے ہی داڑھی منڈا لیتے ہیں اور بعض حج مکمل ہونے کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری سے پہلے داڑھی منڈا لیتے ہیں یہ کتنی افسوسناک بات ہے مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر داڑھی منڈا کر گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں، اور اسی منہ سے

روضۂ اقدس پر حاضری دینے کے لئے جاتے ہیں، حاجی حضرات داڑھی منڈانے سے بالکل پرہیز کریں۔

(۳)۔حج کو جانے والے بعض حضرات اخبار میں حقوق العباد کی معافی کا اشتہار دیتے ہیں کہ اگر کسی کا ہم پر حق ہے تو اس حق کو معاف کردے، یہ کیسی معافی ہے؟ جب تک حق والا اپنا حق معاف نہیں کرتا اس وقت تک معافی نہیں ہوتی اسی لئے اشتہار دینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ انفرادی طور پر حق والے کے پاس جاکر معافی مانگے۔

(۴)۔حاجی حضرات جاتے وقت ایک بڑی دعوت کرتے ہیں جس میں اکثر لوگوں کی نماز فوت ہوجاتی ہے اور اس پر طرح یہ کہ فوٹوگرافی بھی کرتے ہیں، جو گناہِ کبیرہ ہے بعض تو حرم مکہ میں بیت اللہ کو پیٹ کرکے اپنی تصویر خود آپ لیتے ہیں، یہ تو اور بھی گناہ ہے اس سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

(۵)۔ہر حاجی کو حج کے فرائض وواجبات کا علم ہونا بے حد ضروری ہے اگر حاجی اور جن ان علوم کو حاصل نہیں کریں گے تو بعض دفعہ حج ہی ادا نہیں ہوتا اور بعض دفعہ کئی ایک دم واجب ہوجاتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جبکہ آدمی صحیح طور پر حج کے مسائل کو نہیں سیکھتا اس لئے جو حضرات حج کو جارہے ہیں وہ اپنے اپنے علاقہ اور محلّہ کے مستند علماء کرام سے ان مسائل کو معلوم کریں اور محلّہ کے اعتبار سے جہاں کہیں حج کے تربیتی کیمپ لگے ہوں وہاں ضرور شرکت کریں اس سے کافی مدد ملتی ہے۔

(۶)۔حج سے پہلے جن معاصی میں مبتلا تھا اب حج سے آنے کے بعد ان سے بالکل پرہیز کرے، باقی زندگی شریعت وسنت کے مطابق گذارنے کا پکا ارادہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو جیسے گئے تھے ویسے ہی آگئے، ہمارا حال ایسا نہ ہو جیسے شیخ سعدیؒ نے فرمایا:۔

خرِ عیسیٰ گرش بمکہ رود — چو بیاید ہنوز خر باشد

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا اگر مکہ بھی چلا جائے — جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا

بہرحال ہر حاجی کو معاصی سے بچتے ہوئے حج کو مکمل کرنا اور واپسی کے بعد حج کو باقی رکھنے کی فکر کرنا چاہئے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام حاجیوں کے حج کو قبول فرمائے۔(آمین)۔ ۔(ماخوذ۔از۔اشرف الجزائد۔دسمبر 2015)۔